ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.3.2025

مستشرقین کے تفسیری رجحانات اوران کامدلل رد

Tafseer Trends of Orientalists and its reasonable Rejection

Dr. Yasmin Nazir
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
The Government Sadiq College Women University (GSCWU), Bahawalpur, Pakistan.
***Email**: yasmin.nazir@gscwu.edu.pk*
***ORCID**: 0009-0006-4506-0914*

Abstract

Allah started such guidance for human being with the creation of Hazrat Adam (A.S) and completed that guidance with Quran. The Muslims and non-Muslims have imported on study of that book with its descent to up till own. The purpose of Muslim Scholars with the study of Quran was promotion and publication of Quran. They tried their best to clear the reality and provisions of it. But non-Muslims in general and orientalists in particular had any other purpose of study of Holy Quran. The literature of Tafseer-e-Quran has written by them that to clear that they have wanted to present the literature of Quran in such shape in front of world nations that they have puzzled about it. Orientalists have adopted which trends about Quran Kareem that no new ones but such kind of trends had been adopted by the people which were available in the time of descent of Quran. Even then Quran Kareem had denied their wrong trends and still orientalists' behavior about Quran Kareem has available reasonable answer in Quran Kareem.

Keywords: *Quran Kareem, Orientalists, Trends, Muslim Scholars.*

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے بنی نوع انسان کی رہنمائی کے جس سلسلے کا آغاز فرمایااس کی تکمیل قرآن مجید کے ذریعے فرمائی۔ نزول سے لے کر آج تک مسلم اور غیر مسلم دونوں نے اس کے مطالعے کو اہمیت دی۔ مطالعہ قرآن سے مسلمان علمائے کرام کا مقصد قرآن مجید کی ترویج اور اشاعت تھا۔۔انہوں نے اس کتاب کی حقیقت اور اس کے احکام کو واضح کرنے کی بھرپور کوششیں کیں جبکہ غیر مسلمین کے بالعموم اور مستشرقین کے بالخصوص مطالعہ قرآن کے مقاصد کچھ اور تھے۔ان کی طرف سے تفسیر قرآن کے حوالے سے تحریر کیے جانے والے لٹریچر کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ اقوام عالم کے سامنے قرآن کریم کا لٹریچر ایسی شکل میں پیش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو جائیں۔ مستشرقین نے قرآن کریم کے بارے میں جو رجحانات اختیار کیے ہیں وہ کوئی نئے نہیں اسی قسم کے رجحانات نزولِ قرآن کے وقت موجود لوگوں کے بھی تھے ۔قرآن کریم نے اس وقت بھی ان کے غلط رجحانات کی تردید فرمائی اور اب بھی مستشرقین کے نزولِ قرآن کے بارے میں طرز عمل کا مدلل جواب قرآن کریم میں ہی موجود ہے۔

استشراق کا معنیٰ:

استشراق کا معنی مشرقی علوم میں مہارت حاصل کرنا

مستشرق کا معنیٰ و مفہوم:۔

مستشرق کا معنیٰ مشرقی علوم کا ماہر اور مشرقی آداب سے آگاہ ہونا ہیں۔[1]

در حقیقت مستشرق ایسے غیر مشرقی اسکالر کو کہتے ہیں جو مشرقی علوم، معاشرت اور ادب وغیرہ میں دلچسپی رکھتا ہو۔

معن زلفو مدینہ نے مغرب کے ان اسکالروں کو مستشرق کہا ہے جو اسلام، اسلامی تہذیب، اسلامی معاشرت اور اسلامی زبانوں میں دلچسپی رکھتے ہوں۔[2]

تحریک استشراق کا آغاز اور ارتقاء:

تحریک استشراق کا آغاز اسلام کے ابتدائی دور میں ہی ہو گیا تھا لیکن یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے عقائد میں رخنہ اندازی کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔اسلام کے خلاف سب سے پہلے تحریک چلانے والے ساتویں صدی کا جان آف دمشق تھا۔ بارہویں صدی عیسوی کے اختتام تک صرف دو مستشرقین ایسے ملتے ہیں جنہوں نے اسلام اور اسلامی تہذیب کا مطالعہ معروضی انداز میں کرنے کی کوشش کی ان میں ایک پیٹر الفانسی جو ہسپانوی یہودی ہے اور دوسرا ولیم آف مالمسبری ہے۔[3]

تحریک استشراق کا باقاعدہ اور منظم آغاز صلیبی جنگوں کے کے بعد ایک دینی تحریک کے طور پر ہوا۔اس تحریک کو سلطنت روما اور پاپائیت کی سرپرستی حاصل تھی، سترھویں صدی میں لندن، پیرس، کیمبرج، آکسفورڈ، گلاسکو، ایڈنبرا کی جامعات میں علوم شرقیہ کی تدریس کے لئے شعبہ جات نے کام شروع کر دیا۔[4]

استشراق کے تیسرے اور موجودہ دور کا آغاز اٹھارویں صدی سے ہوا اور یہ اب تک جاری ہے۔فرانس کے سلوسٹر وی ساسی اور برطانیہ کے ایڈورڈ ولیم لین کو دور جدید کے استشراق کا بانی قرار دیا جا سکتا ہے۔[5]

مستشرقین کی پہلی کانفرنس 1873ء میں پیرس میں ہوئی اور کانفرنسوں کا یہ سلسلہ جاری رہا۔1973ء تک ان میں ہر ایک کو شرکت کی اجازت تھی[6]

اب صرف اہل مغرب ہی کو شرکت کی اجازت ہے۔

مشہور مستشرقین:

قرآن کریم کے بارے میں تقریباً سبھی مستشرقین نے قلم اٹھایا ہے۔

ان میں سے ایک قابل ذکر نام جارج سیل کا ہے جس نے اپنی کتاب ''The Koran'' میں قرآن کریم کے بارے میں خامہ فرسائی کی ہے۔ یہ کتاب 1890ء کو نیویارک میں شائع ہوئی۔ جارج سیل کے بعد منٹگمری واٹ، آرتھر جیفری، الف بیل اور مارگولیتھ نے قرآن کریم پر قلم اٹھایا ہے۔

مستشرقین کا طریقہ کار:

1- حقائق کا بدلنا
2- علمی مواد کی نصوص کو بدلنا
3- علمی مواد کو اپنے فہم کے مطابق ڈھالنا اگرچہ عربی ذوق سے ناواقف ہوں
4- ایسے مصادر سے نقل کرنا جو اسلامی فکر کی نمائندگی نہیں کرتے اور ان کے لکھنے والوں کو اہل اسلام اپنے لیے قابل حجت نہیں سمجھتے[7]

مذکورہ بالا طریقہ کار کو سامنے رکھتے ہوئے مستشرقین نے قرآن کے تراجم اور تفاسیر مرتب کیے ہیں۔

مستشرقین کے تفسیری رجحانات:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کا جو سلسلہ شروع فرمایا اس کی تکمیل قرآن مجید کے ذریعے فرمائی۔ نزول قرآن کریم سے لے کر آج تک یہ کتاب مسلم اور غیر مسلم دونوں کے زیر مطالعہ رہی۔ مسلمان علمائے کرام نے قرآن مجید کی ترویج کے لیے کام کیا۔ مسلمان علماء نے اس کتاب کی حقیقت اور اس کے احکام کو واضح کرنے کے لیے کافی کوششیں کیں۔ اس کتاب کی تمام قوموں میں مقبولیت اور اس کے مقاصد وہ نہیں تھے جو مسلم مفسرین مد نظر رکھتے تھے۔ غیر مسلمین کے بالعموم اور مستشرقین کے بالخصوص مطالعہ قرآن کے اہداف کچھ اور تھے اور ان کے اس موضوع یعنی تفسیر پر موجود لٹریچر کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ اقوام عالم کے سامنے قرآن کریم کا لٹریچر ایسی شکل میں پیش کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو جائیں۔ مستشرقین نے قرآن کریم کے بارے میں جو رجحانات اختیار کیے ہیں وہ کوئی نئے نہیں اس قسم کے رجحانات ان لوگوں کے بھی تھے جو قرآن کے نزول کے وقت موجود تھے۔[8]

جبکہ قرآن کریم نے اس وقت بھی ان کے غلط رجحانات کی تردید کی اور اب بھی مستشرقین کے قرآن کریم کے بارے میں طرز عمل کا واضح جواب قرآن کریم میں ہی موجود ہے۔

قرآن کریم کو خدا کا کلام نہ ماننے کا رجحان:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مستشرقین کی اکثریت یہودیت اور عیسائیت سے تعلق رکھتی ہے وہ وجود باری تعالی کے بھی قائل ہیں۔ فلاح انسانی کے لیے آسمانی رہنمائی کی اہمیت پر بھی یقین رکھتے ہیں اگر وہ قرآن کو خدا کا کلام مان لیں تو دین اسلام کی مخالفت کا سارا منصوبہ خاک میں مل جاتا ہے اور اس کے بعد رسالت محمدی کے انکار کی بھی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ قرآن کریم کو کلام اللہ مان لینے کے بعد انہیں یہودیت اور نصرانیت کا طوق اپنے گلے سے اتار کر غلامی مصطفیٰ کا تمغہ اپنے گلے میں لٹکانا پڑتا ہے۔[9]

قرآن کریم کو حضور ﷺ کی تصنیف ثابت کرنے کی کوشش:

جارج سیل(1697-1736)ایک مشہور مستشرق ہے اس کا ترجمہ قرآن مستشرقین کے لیے ایک اہم علمی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ ترجمہ قرآن کے مقدمہ میں قرآن حکیم کو حضور ﷺ کی تصنیف ثابت کرنے کے لیے اپنی ساری صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے رقم طراز ہے:۔

"کلام میں لفاظی حاضرین کے ذہنوں میں جو زبردست اثر ڈالتی ہے محمد ﷺ اس سے بے خبر نہیں تھے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف یہ کی اپنے ان نام نہاد الہامات میں اسلوب بیان کے اس وقار اور رفعت کو قائم رکھنے کے لیے اپنی پوری صلاحیتیں استعمال کیں۔ جو اس ذات کے شایان شان ہو جس کی طرف وہ ان کو کو منسوب کرتے ہیں اور اس اسلوب کو اختیار کیا جو عہد نامہ قدیم کے پیغمبرانہ اسلوب سے ہم آہنگ ہو سکے۔"

بلکہ انہوں نے فن بلاغت کے دیگر اصولوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا اور اسس میں وہ اس حد تک کامیاب ہوئے کہ کئی مخالفین نے اسے جادو اور سحر کا اثر قرار دیا۔[10]

مشہور مستشرق منٹگمری واٹ(1909-2006) بھی قرآن کریم کو انسانی ذہن کی اختراع ثابت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور ﷺ پوری دیانتداری اور خلوص سے یہ سمجھتے تھے کہ قرآن کریم اللہ تعالی کا کلام ہے لیکن خلوص اور دیانتداری کے باوجود ان کا یہ خیال غلط تھا۔

مذکورہ رجحانات کا جائزہ:

مستشرقین کی ان تحریروں سے جو تاثر ملتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم کلام خداوندی نہیں لیکن پھر یہ کیا ہے اور اس کا مقصد کیا ہے اس سوال کے جوابات کے لیے انہوں نے جو ظن و تخمین کے گھوڑے دوڑائے ہیں ان کو دیکھ کر ان کی جو ذہنیت سامنے آئی ہے جس کی نشاندہی قرآن کریم نے کئی مقامات پر

"ان هم الايظنون"

"یہ لوگ محض ظن اور گمان سے کام لے رہے ہیں۔"

اور " ان هم الا یخرصون "

"نہیں یہ لوگ مگر اٹکلیں دوڑا رہے ہیں،

سے کرتا ہے۔"[11]

قرآنی تعلیمات یہودیت اور نصرانیت سے ماخوذ ہیں:

اسلامی تعلیمات پر یہودی اور نصرانی تعلیمات کی چھاپ ظاہر کرنے کے لئے منٹگمری واٹ لکھتے ہیں:۔

"قرآن کی ابتدائی آیات ظاہر کرتی ہیں کہ خدائے خالق، بعث بعد الموت اور یوم الحساب کے نظریات کے لحاظ سے اسلام ،یہودی اور عیسائی نظام توحید سے مطابقت رکھتا ہے بعد کی آیات میں قرآن کا بائیبل کی روایات پر انحصار اور بھی واضح نظر آتا ہے۔ کیونکہ ان آیات میں عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کا مواد کثرت سے موجود ہے۔"[12]

جبکہ ان کے نزدیک حضور ﷺ خود مصنف قرآن کریم ہے تو آپ ﷺ نے عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید کی تعلیمات غیر مستند نسخوں سے لیکر شامل کیں جو کہ اس وقت موجود ہے جبکہ آپ ﷺ امی بھی تھے ان کا یہ رجحان بھی بالکل بے بنیاد ہے

حفاظت قرآن کے بارے میں:

قرآن کریم قیامت تک اپنی اصلی شکل میں محفوظ رہے گا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اسے مٹانے یا اس میں تحریف وترمیم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے گی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ"[13]

"بیشک ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور بیشک ہم خود اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

جبکہ بعض غیر مسلم مستشرقین نے قرآن کریم کی حفاظت کے معاملہ میں کچھ شبہات ظاہر کیے ہیں۔

نزول قرآن کے ابتدائی زمانہ کی کچھ آیات محفوظ نہیں رہیں:

مشہور مستشرق ایف بیل نے دعویٰ کیا ہے کہ عہد رسالت کے ابتداء میں قرآن کریم کی آیات لکھی نہیں جاتی تھی بلکہ ان کی حفاظت کا سارا دارومدار رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب کے حافظہ پر تھا۔ چنانچہ یہ عین ممکن ہی نہیں ہے کہ ابتدائی زمانہ کی قرآنی آیات محفوظ رہی ہوں اس دعویٰ کی دلیل میں بیل نے قرآن کریم کی دو آیتیں پیش کی ہیں[14]

"سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓىۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُؕ-اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا یَخْفٰى"[15]

"(اے حبیب!)اب ہم تمہیں پڑھائیں گے تو تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے بیشک وہ ہر کھلی اور چھپی بات کو جانتا ہے۔"

"مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَاؕ[16]

"جب ہم کوئی آیت منسوخ کرتے ہیں یا لوگوں کو بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی اور آیت لے آتے ہیں:

یہ لغو قسم کا اعتراض ہے کیونکہ ان دونوں آیتوں میں قرآن کریم کی منسوخ آیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

رسول کریم ﷺ کبھی قرآنی آیت کو بھول جاتے:۔

مستشرق مارگولیتھ (1858-1940) نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک حدیث کی بناء پر قرآن کریم کی حفاظت مشکوک بنانے کی کوشش کی ہے۔[17]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو مسجد میں قرآن پاک پڑھتے ہوئے سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ

"رحمه الله لقد اذكر نى آية كنت انسيها"[18]

"اللہ ان پر رحم فرمائے انہوں نے مجھے ایک ایسی آیت یاد دلا دی جو مجھے بھول گئی تھی"

یہاں پر مارگولیتھ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ اگر آپ ایک آیت کسی وقت بھول سکتے ہیں تو (معاذ اللہ) دوسری آیات میں بھی یہ امکان ہے۔

جبکہ مذکورہ بالا واقعہ کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ بعض اوقات ایک بات انسان کو یاد تو ہوتی ہے مگر چونکہ عرصہ دراز تک اس کا ذکر نہیں ہوتا نہ اس کی طرف خیال جاتا ہے اس لیے وہ ذہن میں مستحضر نہیں رہتی اور جب کوئی اس کا ذکر چھیڑتا ہے تو وہ فوراً حافظے میں تازہ ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم میں جدت کا فقدان ہے:

مستشرقین نے قرآن کریم کے بارے میں یہ تاثر عام کرنے کی بھی بھرپور کوشش کی ہے کہ اس کی تعلیمات میں کوئی چیز نئی نہیں جارج سیل کہتا ہے مجھے یقین ہے کہ قرآن کریم میں کوئی چیز ایسی نہیں جو محمد ﷺ نے ابتداً متعارف کروائی ہو بلکہ قرآن کریم میں جو ہے اسے قدیم مصادر میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔[19]

عجیب بات یہ ہے کہ مستشرقین قرآن حکیم پر اعتراض کرنے کے لیے جو اصول وضع کرتے ہیں ان اصولوں سے وہ ان کتابوں کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں جو ان کے اپنے عقائد کے مطابق منزل من اللہ تعالیٰ ہیں یہ دوغلی پالیسی نہ علم ہے اور نہ تحقیق۔

تخلیق آدم، عرش، لوح محفوظ اور میزان کے بارے میں:

تخلیق آدم اوران کو فرشتوں کو سجدہ کرنااور ابلیس کا سجدے سے انکار کر دینے کا واقعہ قرآن میں متعدد جگہ بیان ہوا ہے۔[20] نیز احادیث میں بھی اس کی تفصیلات موجود ہیں[21] اس بارے میں مستشرقین کا خیال ہے کہ یہ تمام قصہ مارسیون کی کتاب سے لیا گیا ہے۔[22]

اس طرح عرش، لوح محفوظ اور میزان کا عقیدہ ایمانیات میں داخل ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی نسبت سے 23 بار عرش کا ذکر آیا ہے اس طرح مذکورہ دونوں چیزوں کا ذکر یعنی قرآن میں ہے۔ مستشرقین نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ سب قدیم مصری خرافات سے لی گئی ہیں۔[23]

عرش، کرسی، تخلیق آدم، لوح محفوظ، فرشتے اور جنت و جہنم یہ ایسی چیزیں ہیں جن پر ایمان لایا جاسکتا ہے۔ان کا مشاہدہ اس دنیا میں کرایا جاسکتا ہے نہ قرآن سے بڑھ کر ان کی حقانیت کی دلیل پیش کی جاسکتی ہے۔

قرآن کریم نے ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

"فمن شاء فليومن ومن شاء فليكفر"

"بس جس کا جی چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے"

آسمان و زمین کے سات طبق کے بارے میں:

قرآن کریم میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ آسمان و زمین کے سات طبق ہیں۔

سورۃ الطلاق میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ"[24]

"اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان بنائے اور انہی کے برابر زمینیں"

احادیث نبویہ میں بھی زمین اور آسمان کے طبق در طبق ہونے کا تذکرہ آیا ہے۔[25]

مستشرقین نے ان تفصیلات کو یہودی روایات سے ماخوذ بتایا ہے۔ڈاکٹر ٹسڈل لکھتے ہیں:

"یہ امر قابل توجہ ہے کہ ہندوؤں کے نزدیک بھی سطح زمین کے نیچے ہفت طبقات سفلی اور زمین کے اوپر ہفت طبقات علوی ہیں اور یہ سب طبقات عظیم جسامت سانپ کے سر پر قائم ہیں۔ جس کا نام شیش ناگ ہے۔[26]

سائنس اور سائنسدانوں کو جب یہ بات تسلیم ہے کہ کائنات لامحدود وسعتوں میں پھیلی ہوئی ہے اور اس کا آخری کنارہ کہاں ہے اس کا علم اس کے پاس نہیں ہے تو سات آسمانوں کے قرآنی عقیدہ تسلیم نہ کرنا کہاں کی دانش مندی ہے۔

قرآن کریم کی عربیت کے بارے میں:۔

قرآن کریم اپنے اسلوب، ترکیب اور نظم عبارت میں فصاحت و بلاغت کے درجہ اعجاز کو پہنچا ہوا ہے بعض مستشرقین نے قرآن میں فصاحت و بلاغت کی خود ساختہ کمیاں و خامیاں دکھا کر اس کو غیر خدائی کتاب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مثلا

ان کا کہنا ہے کہ قرآن میں تکرار کی کثرت ہے جو کہ بلاغت کے منافی ہے بعض عبارتوں میں ضمائر کی غلطیاں ہیں مثلا " ھذان خصمان اختصموا فی ربھم " میں ھذان خصمان اختصما فی ربھما ہونا چاہیے اسی طرح 'سلام علی ال یاسین " اور " طور سینین " کی جگہ " سلام علیٰ الیاس " اور " طور سینا " ہونا چاہیے۔ غرض کہ اس طرح کی اور بھی بہت سی غلطیاں دکھانے کی کوشش کی گئی ہے۔[27]

ان میں کوئی شک نہیں کہ قرآن کریم کے بعض مقامات میں بلاشبہ تکرار ہے لیکن اس کی حکمت، ہدایت سے بے نور اور محروم دل ودماغ میں نہیں آسکتی اس لیے اس کو بیان کرنا لاحاصل ہے۔ جہاں تک قرآن کریم کی بعض عبارتوں یا آیات میں ضمائر کی غلطیوں کا سوال ہے تو وہ غلطیاں نہیں بلکہ مستشرقین کی عربی قواعد وضوابط سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

قرآنی قصص اور تاریخی واقعات کے بارے میں:۔

قرآن کریم میں انبیاء علیہ السلام اور ان کے اقوام کے قصص بیان ہوئے ہیں ان کی صداقت اور واقعیت پر ایمان ضروری ہے جیسے کہ قرآن کریم کی دوسری تفصیلات پر ایمان ضروری ہے جیسے کہ قرآن کریم کی دوسری تفصیلات پر ایمان ضروری ہے ان واقعات اور تاریخی حقائق کے بارے میں میں مستشرقین کا خیال ہے کہ یہ سب از خود گھڑ لیے گئے ہیں مثلا آدم کے دو بیٹوں قابیل اور ہابیل کے واقعہ کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ یہودی سنی سنائی روایتوں سے ماخوذ ہیں۔ اسی طرح ملکہ سبا اور سلیمان، ہاروت اور ماروت کے قصے کے بارے میں مستشرقین کہنا ہے کہ یہ سارے قصے یہودیوں کی پرانی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔[28]

قرآن کریم میں بلاشبہ قصص و تاریخی واقعات بیان ہوئے ہیں۔ ان کو منگھڑت قرار دینا اور ان کی صحت و واقعیت سے انکار کرنا دانشمندی نہیں گمراہی اور بدقسمتی ہے اور گویا کہ یہ بات ایسی ہے کہ آدمی اپنے ما قبل انسانی تاریخ کی حقیقتوں اور واقعات سے انکار دے۔

خلاصہ کلام:

مستشرقین سے مراد وہ، مغربی سکالرز ہیں جو مشرقی یعنی اسلامی علوم وآداب، معاشرت اور زبانوں میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ اس تحریک کا باقاعدہ آغاز صلیبی جنگوں کے بعد مذہبی تحریک کی صورت میں ہوا تقریبا تمام مستشرقین نے قرآن کے بارے میں لکھا ہے لیکن اس بارے میں تخصص رکھنے والے چند ہیں۔ انہوں نے علمی حقائق اور عملی نصوص بدل کر اور انہیں اپنے ذوق اور فہم کے مطابق کر کے قرآن کے تراجم اور تفاسیر کیں جس کا مقصد اقوام عالم کو قرآن کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا کر کے اسلام کی حقانیت کو غیر واضح کرنا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے مندرجہ ذیل تفسیری رجحانات اختیار کیے۔ قرآن کریم کو غیر خدا کی تصنیف ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی تصنیف ثابت کرنے پر زور دیا۔ قرآن کی حفاظت کو غیر مدلل رجحانات کے ذریعے مشکوک بنانے کی کوشش کی۔ قرآن کا ماخذ قدیم کتب کو قرار دینے کے ساتھ ساتھ تخلیق آدم، عرش، لوح محفوظ، میزان اور آسمان وزمین کے سات طبق کے بارے میں تعلیمات قرآنی کو یہودی روایات قرار دیا۔ قرآن کی عربیت پر اعتراض کرتے ہوئے اس کی فصاحت وبلاغت کو چیلنج کیا اور قرآنی عبارت میں ضمائر کی غلطیوں کی نشاندہی کی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات کو بھی یہودی روایات سے ماخوذ بتایا ہے۔ ان مذکورہ بالا تمام باطل رجحانات کا مدلل رد قرآن حکیم میں موجود ہے۔

حوالہ جات

[1] -Hans Wehr, Dictionary of Modern written arabic ,led .J.M cowan, (New York,1961)

[2] Majalla Daar-Ul-Uloom Deoband, March 1988 A.D, (Muhammad Yousaf Rampuri,Tahreek-e-Istashraq), P:34,35

مجلہ دار العلوم دیوبند، مارچ 1988ء، (محمد یوسف رامپوری، تحریک استشراق) ص 34-35

[3] -Karen Armstrong,,Muhammad a bibliography of the prophet(new york,1992) p:235

[4] Tahreek-e-Istashraq, P:43

تحریک استشراق، ص43

[5] - Edward ..,saeed, orientalism (New York,1978) P:17-18

Edward., Saeed, orientalism (New York,1978) P:17-18

[6] Al-Samrai, Nouman Abd-Ur=Razzaq, Al-Fikr-Ul-Arbi-Wal-Fikr-Ul-Istashraqi, (Al-Riaz 1989), P:30

السامرائی، نعمان عبد الرزاق، الفکر العربی والفکر الاستشراقی (الریاض 1989ء) ص30

[7]Al-Sabaee, Dr.Mustafa, Hadees-e-Rasool ka Tasheee Maqam

السباعی، ڈاکٹر مصطفی، حدیث رسول کا تشریعی مقام

[8] Abd-Ur-Raouf Zafar,Dr. Uloom-Ul-Quran, (Urdu Bazar, Karachi), P:563

عبدالرؤف ظفر، ڈاکٹر، علوم القرآن (اردو بازار، کراچی، س ن) ص563

[9] Dr.Abd-Ur-Raouf Zafar, Uloom-Ul-Quran, P:564

ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر، علوم القرآن، ص564

[10] - Sale G : “ The Koran” (new York, 1890), p:48

[11] Dr.Abd-Ur-Raouf Zafar, Uloom-Ul-Quran, P:567

عبدالرؤف ظفر، ڈاکٹر، علوم القرآن، ص567

[12] Montgomery watt, “Muhammad: Prophet and Statement” (Oxford University Press, 1971), P:17

منٹگمری واٹ، "محمد: پرافٹ اینڈ سٹیٹمین" (آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، 1971ء) ص:17

[13] Al-Nahal (16):103

النحل(16):103

[14] - Buhl,encyclopedia of Islam , 3/1067

[15] Al-Alaa (87):6,7

الاعلیٰ(87):6-7

[16] Al-Baqarah (2):106

البقرہ(2):106

[17] -Margoliooth d.s, Encyclopedia of religion and ethics,101543

[18] Al-Bukhari, Abu Abd-Ul-Allah Muhammad Bin Ismaeel, Al-Jame Al-Sahih, (Daar-Us-Salam, Al-Riaz,2000), Hadith No:2600

بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (دارالسلام، الریاض، 2000ء) حدیث 2600

[19] -sale G,the Koran,page:49

[20] Al-Hajar (15):32

الحجر(15):32

[21] Khateeb Tabrezi, Mishkat-Ul-Msabih

خطیب تبریزی، مشکوۃ المصابیح، باب فی الوسوسہ

[22] Dr. Tisdel, Makhaz-e-Quran, (Urdu Tarjma Mahnama nigar Lakhnow, Quran No, January, 1945), P:84

ڈاکٹر ٹسڈل،ماخذ قرآن(اردو ترجمہ ماہنامہ نگار لکھنؤ،قرآن نمبر، جنوری1945ء)ص84

[23] Dr. Tisdel, Makhaz-e-Quran, P:51,53

ڈاکٹر ٹسڈل،ماخذ قرآن،ص51-53

[24] Al-Talaq (65):12

الطلاق(65):12

[25] Al-Bukhari, Al-Jame Al-Sahih, Hadith No:3195

البخاری،الجامع الصحیح،حدیث:3195

[26] Dr. Tisdel, Makhaz-e-Quran, P:51,53

ڈاکٹر ٹسڈل،ماخذ قرآن،ص51-53

[27] Zakariya Hashim, Al-Mustashriqoon, Behs-Ul-Istemar Wal-Quran

زکریاہاشم،المستشرقون والاسلام ، بحث الاستعمار والقرآن

[28] Muhammad Jarjees Kareemi, Quran or Mustashriqeen, (Idara Kidhmat-e-Khalq, India 1999), P:69

محمد جرجیس کریمی،قرآن اور مستشرقین(ادارہ خدمت خلق،انڈیا1999ء)ص69